دینی تعلیم کے عمومی مرکز:-

جوامع و مساجد

از:- قاضی اطہر مبارک پوری

دینی علوم کی تعلیم و اشاعت کا انتظام عہد رسالت میں جو مسجد نبوی سے شروع ہوا تو آج تک یہ سلسلہ مسجدوں سے وابستہ رہا۔ اور آیندہ بھی تعلیم و تعلم کے لئے بہترین درسگاہ مسلمانوں کی وہ مسجدیں ہو سکتی ہیں جو ان کی بستیوں میں اسلامی قلعہ جات کی شکل میں پائی جاتی ہیں۔

عہد رسالت میں مدینہ منورہ اور اس کے اطراف و جوانب میں دینی تعلیم مقامی مسجدوں میں ہوا کرتی تھی، اور جب ان درسگاہوں کے فارغین یعنی حضرات صحابہ کرام باہر نکلے تو بلاد اسلامیہ میں پھیل کر جوامع و مساجد میں درس و تدریس کی سند بچھائی اور اپنی اپنی بستیوں کے گلی کوچوں کو علمی فضا سے معمور کر دیا۔ اور جب تک یہ نظام قائم رہا عامۃ المسلمین براہ راست علمائے امت سے استفادہ کر کے کسب و معیشت اور کاروبار کے ساتھ ساتھ طالب علمی بھی کرتے رہے۔ جوامع و مساجد میں تعلیم ہونے کی وجہ سے ان کو کسی قسم کا تردد نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ اس کے لئے مستقل وقت نکالنا اور آنا جانا پڑتا تھا۔ بلکہ روزانہ کے عام مشاغل کی طرح یہ بھی ایک مشغلہ ہوتا تھا۔ اسی نظام تعلیم کی برکت سے ہر بازاری، ہر کاروباری، ہر تاجر، ہر مزدور، ہر ملازم اور ہر شخص دینی علوم سے اچھی طرح واقف ہوتا تھا۔ اور اپنی زندگی کے معاملات میں دینی تعلیم کو جاری کر کے شریعت پر عمل کرتا تھا۔

عہد صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے بہت بعد تک اسلامی تعلیم کا مرکز یہی جوامع و مساجد ہی رہیں۔ اور علمائے اسلام نے ان میں بیٹھ کر دینی علوم و فنون کو عام کیا۔ چوتھی صدی ہجری سے پہلے تو عام طور سے یہی طریقہ رائج تھا۔ اور اس کے بعد بھی جب باقاعدہ مدارس کا رواج ہوا یہ صورت باقی رہی اور تعلیم و تعلم کی بہترین درسگاہ جوامع و مساجد ہی رہیں۔

عہدِ رسالت میں مسجدوں کی تعلیمی مرکزیت :-

مکی زندگی میں مسلمانوں کو چونکہ مرکزیت حاصل نہیں تھی اس لئے کوئی مستقل درسگاہ نہ بن سکی البتہ راستہ، سیلوں، گلی کوچوں اور نشست گاہوں میں تعلیم ہوا کرتی تھی۔ دار ابی ارقم مکی زندگی کا کامیاب مدرسہ کہا جا سکتا ہے جو بعد میں مسجد بن گیا اور آج تک اسی شکل میں موجود ہے۔ البتہ مکی زندگی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے انتظام فرمایا اور مدینہ منورہ میں تعلیم کو عام کرنے کا باقاعدہ سلسلہ جاری فرمایا۔

چنانچہ ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اور جو صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہاں چلے آئے تھے وہ قرآن کی تعلیم اور مسجد کی تعمیر کا کام کرتے تھے، حضرت برا بن عازب رضؓ کا بیان ہے

ما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا المدینۃ حتی حفظت سوراً من المفصل [1]	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمارے پاس مدینہ میں آنے سے پہلے ہی میں نے مفصل کی کئی سورتیں زبانی یاد کر لی تھیں۔

بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر یہ طے پایا تھا ایک عالم صحابی مدینہ میں معلم بنا کر روانہ کئے جائیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے مصعب بن عمیر رضؓ کا انتخاب فرمایا۔ آپ نے مدینہ پہونچ کر حضرت سعد بن ضرارہ رضؓ کے گھر میں قرآنی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ اور کچھ دنوں کے بعد جب مکہ مکرمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اہل مدینہ کی طرف سے "مقری" کے لقب سے مشہور ہو چکے تھے،

ورجع مصعب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان یدعی المقری [2]	جب مصعب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کا لقب مقری یعنی معلم پڑ چکا تھا۔

انصار مدینہ میں "مسجد بنی زریق" سب سے پہلی مسجد ہے۔ جس میں قرآنی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ حضرت رافع بن مالک رضؓ اس کے اولین استاد ہیں۔ دس سال کی مدت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جتنا قرآن نازل ہوا تھا آپ نے پڑھ کر اہل مدینہ کو اسی مسجد میں پڑھایا۔ سورہ یوسف بھی آپ ہی نے سب سے پہلے مدینہ میں پڑھائی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت رافع بن مالک کی سلیم الطبعی اور استقامتِ حال پر تعجب فرمایا کرتے تھے۔ [3]

ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد مسجد قبا بھی اسلامی تعلیم کا مرکز تھی اور یہاں صحابہ کرام باقاعدہ پڑھتے پڑھاتے تھے۔ جو صحابہ قبا کے مقام "عصبہ" میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے آگئے تھے انھیں حضرت ابن حذیفہ

---

[1] طبقات ابن سعد و اسعاف المبطا رنی رجال الموطا ص ۱۹۴ [2] معجم کبیر طبرانی بحوالہ جمع الفوائد ج ۲ ص ۲۹ [3] دفا رالوفار ج ۲ ص ۵۹

مولی حضرت سالمؓ نماز پڑھایا کرتے تھے کیوں کہ سب میں قرآن کے بڑے عالم وہی تھے[1]

..... مسجد قبا کی تعلیمی مرکزیت کا اندازہ عبدالرحمٰن بن غنم کی اس روایت سے اچھی طرح ہو سکتا ہے۔

حدثنی عشرة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا کنا ندرس العلم فی مسجد قباء اذ خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال تعلموا ما شئتم ان تعلموا فلن یاجرکم اللہ حتی تعملوا[2]

مجھ سے دسیوں صحابہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ مسجد قبا میں تعلیم و تعلم میں مصروف تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ جو چاہو پڑھو لیکن یاد رکھو اللہ تعالیٰ اجر اسی وقت دے گا جب تم اپنے علم پر عمل کرو گے۔

ہجرت عامہ سے پہلے جو حضرات مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے، وہ بڑی تیزی سے مسجدیں بناتے تھے تاکہ اس ہونیوالے مرکز اسلام میں ابھی سے نماز، اور تعلیم کا بندوبست ہو جائے۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے۔

لقد بعثنا بالمدینة قبل ان یقدم علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتین نعمر المساجد ونقیم الصلوٰة[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دو سال پہلے ہی ہم لوگ مدینہ پہونچ کر مسجدوں کی تعمیر اور نمازوں کے انتظام و قیام میں مصروف تھے۔

انصار مدینہ کے ذوق و شوق اور مہاجرین کی دھن کا لازمی نتیجہ رہا ہوگا کہ جہاں جہاں مسجد تعمیر ہوتی رہی ہوگی وہاں وہاں اقامت صلوٰة کے ساتھ امام قرآن اور دین کی تعلیم دیتا رہا ہوگا۔ اس طرح ہجرت عامہ سے پہلے بنو نجار، ..... بنو عبدالاشہل، بنو ظفر، اور بنو عمرو بن عوف کے محلوں اور ان کی مسجدوں میں تعلیمی مرکز قائم ہوئے ہوں گے۔ ان تعلیمی اداروں میں "دار سعد بن خیثمہ" کو بڑی اہمیت و مرکزیت حاصل تھی، چونکہ حضرت سعد بن خیثمہ مجرد تھے اس لئے آپ کا گھر مجرد مہاجرین کی اقامت گاہ تھا، جہاں دوسرے مشاغل دینیہ کے ساتھ تعلیم و تعلم کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

ہجرت نبوی کے بعد جب مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی تو اسی کے ساتھ "جامعہ صفہ" کی بنیاد بھی پڑی اور مدینہ منورہ میں اسلامی علوم و فنون کی پہلی یونیورسٹی قائم ہوئی۔ موجودہ باب جبرئیل اور باب النسار کے درمیان ایک چبوترہ ہے۔ یہی صُفّہ (چبوترہ) اصحاب صفہ کا مرکز تھا اور بے سہارا اضیاف اسلام یہیں پناہ لیتے اور رات دن قرآن اور دین کی تعلیم حاصل کرتے۔

---

[1] ابوداؤد کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۸۶ [2] جامع بیان العلم ج ۲ ص ۶ [3] وفاء الوفاء ج ۱ ص ۱۷۹

یہاں پر ان طلبائے اسلام کی تعداد میں کمی زیادتی ہوا کرتی، اس کے فارغین کی مجموعی تعداد چار سو کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے، جن کو "قرّاء" کہتے تھے۔ ان حضرات کی بدولت دنیا میں اسلامی تعلیم عام ہوئی اور انھوں نے وہاں سے نکل کر مدینہ میں محلہ وار امامت و تعلیم کی خدمت انجام دی اور جب عرب کے دیگر قبائل مسلمان ہوئے اور انھوں نے اپنے یہاں دینی تعلیم کے لئے آدمی مانگے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب صفّہ کو روانہ فرمایا۔

ان مسجدوں اور مدرسوں کے علاوہ مدینہ منوّرہ میں بہت سے مدرسے بشکل مساجد تھے، ان مساجد کے ائمہ معلم و مدرس ہوا کرتے تھے، اس طرح مصعب بن عمیر رض، عبادہ بن صامت رض، سالم مولی بن ابی حذیفہ رض، عتبہ بن مالک رض، معاذ بن جبل رض، عمر بن سلمہ رض، رسید بن حضیر رض، مالک بن حویرث رض، انس بن مالک رض، عتاب بن رسید رض وغیرہ اپنے محلہ اور قبیلہ کی مسجد کے امام بھی تھے اور معلم و مدرس بھی، علامہ سمہودی رح نے وفاء الوفا میں تقریباً چالیس ایسی مساجد کا ذکر کیا ہے جو زمانۂ رسالت میں مدینہ منورہ میں موجود تھیں اور ان میں باقاعدہ نماز اور تعلیم کا سلسلہ جاری تھا۔

دورِ اسلاف میں جوامع و مساجد کی تعلیمی مرکزیت:-

زمانہ رسالت کے بعد بھی دینی تعلیم کا سلسلہ مسجدوں میں جاری رہا، عہد خلافت میں جب علمائے صحابہ مختلف بلاد و امصار میں گئے تو انھوں نے وہاں کی جوامع و مساجد کو اپنا تعلیمی مرکز بنایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے گورنر جعفر بن برقان کو ایک سرکاری مکتوب روانہ فرمایا جس میں تابعین عظام کے بارے میں لکھا تھا کہ ان سے کہو کہ وہ اپنی مجلسوں اور مسجدوں کو دینی تعلیم کا مرکز بنائیں اور علوم اسلامیہ کی اشاعت کے لئے ان دونوں کو بنیادی حیثیت دیں، اس مکتوب کا مضمون یہ ہے:

اما بعد فمر اھل الفقہ والعلم من عندک فلینشروا ما علّمھم اللہ فی مجالسھم و مساجدھم [1]

جو فقہا اور علماء تمہارے یہاں موجود ہیں ان سے کہو کہ وہ اپنے علوم کو اپنی مجلسوں اور مسجدوں میں بیٹھ کر عام کریں۔

چنانچہ پہلی صدی ہجری میں پورے عالم اسلام کے مرکزی شہروں اور چھوٹی بستیوں میں سلسلہ جاری ہو گیا اور مسجدیں مدارس بن گئیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کو اپنا تعلیمی مرکز قرار دیا۔ اس زمانہ میں زم زم کے پاس دو حوض تھے جن پر غالباً چھت تھی، ایک چاہ زمزم اور رکن یمانی کے درمیان تھا، اس سے زمزم پیا جاتا تھا، اور دوسرا حوض اس کے پیچھے تھا جس سے وضو کیا جاتا تھا۔ ان ہی دونوں حوضوں میں سے ایک کے پاس علامہ ابن عباس

---

[1] جامع بیان العلم ج۱ ص۱۲۲

تھا ازرقی نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے۔

وکان موضع مجلس ابن عباس فی زاویۃ التی تلی الصفا والوادی، وھو علی یسار من دخل زمزم زمزم [1]

حضرت ابن عباس کی علمی مجلس زمزم کے اس زاویہ میں ہوا کرتی تھی جو صفا اور وادی (موجودہ سڑک) سے ملا ہوا ہے اور زم زم پہ جانے والے کے بائیں جانب پڑتا ہے۔

یہی مدرسہ ابن عباس تھا جہاں بڑے بڑے علمائے اسلام آکر زانوئے ادب تہ کرتے تھے، اسی مدرسہ سے مجاہد بن جبیر، عطاء بن ابی رباح، طاؤس بن کیسان، سعید بن جبیر، سلیمان بن یسار، ابوالزبیر، محمد بن مسلم، اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہم اللہ جیسے ائمہ دین و ایمان نکلے اور اسی مدرسہ میں حضرت ابن عباسؓ نے اپنے دور کے سیاسی ہنگامی سے الگ ہو کر درس و تدریس کا سلسلہ جاری فرمایا۔

حرم مکی کا یہ مدرسہ ابن عباس بعد میں حضرت ابن عباس کے شاگردوں کی وجہ سے مدتوں قائم رہا اور اور عالم اسلام کے طلباء اس سے فیضیاب ہوئے، چنانچہ آپ کے تلمیذ عطاء بن ابی رباح مکیؒ کے حال میں لکھا ہے کہ۔

کان المسجد فراش عطاء عشرین سنۃ

مسجد حرام کی زمین بیس سال تک عطاء ابن ابی رباح کے لئے بستر بنی رہی۔

اور بقول ابن معین

کان معلم کتاب دھرا [2]

ہمیشہ کتاب اللہ کی معلمی کی۔

آپ کے تلامذوں میں عالم اسلام کے چیدہ چیدہ علماء ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ جا کر آپ سے پڑھا، اور اپنے اپنے ملک میں واپس آکر علم کی اشاعت کی،

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی علوم نبوت کا سب سے اہم مدرسہ تھی، اور جامعہ صفہ کی بنیادوں پر یہاں علمی و تعلیمی مشاغل ہمیشہ جاری رہے، مشہور تابعی عالم حضرت سعید بن مسیبؒ مسجد نبوی میں تعلیم دیا کرتے تھے، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سالم بن عبد اللہ کے حلقۂ درس بھی مسجد نبوی میں ایک ہی جگہ ہوا کرتے تھے۔ اور ان دونوں بزرگوں کے بعد عبد الرحمٰن بن قاسم اور عبد اللہ بن عمر نے اسی مقام پر اپنا اپنا حلقہ قائم کیا، پھر ان کے بعد اسی جگہ امام مالکؒ نے اپنا حلقۂ درس جاری کیا، یہ مقام قبر شریف اور منبر شریف کے درمیان خوخۂ عمر کے پاس تھا [3]

---

[1] بحوالہ تاریخ مکہ سباعی [2] نکت الہمیان ص ۱۹۹ [3] طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۴۰

حضرت نافع رح صبح کی نماز کے بعد مسجد نبوی میں حلقۂ درس قائم کرتے تھے۔ امام ربیعہ رائی رح بھی مسجد نبوی ہی میں درس دیتے تھے جس میں امام مالک رح اور اعیان و اشراف مدینہ شرکت کرتے تھے۔ اور امام ربیعہ کو چاروں طرف سے گھیرے رہتے تھے۔ [1]

امام محمد بن عجلان مدنی متوفی سنہ ۱۴۸ھ کا حلقۂ درس مسجد نبوی میں بہت بڑا ہوتا تھا۔

ملک شام میں مشہور صحابی حضرت ابوالدرداء رض دمشق کی جامع مسجد میں قرآن و حدیث کا درس دیا کرتے تھے، ایک دفعہ طلبہ کا شمار کیا گیا تو سولہ سو سے زائد طالب علم شریک درس تھے، حضرت ابوالدرداء رض کا دستور تھا کہ جامع بنو امیہ دمشق میں فجر کی نماز ادا فرماتے اور نماز کے بعد لوگ آپ کو قرآن پڑھنے کے لئے گھیر لیا کرتے۔ آپ دس دس آدمیوں کی جماعت بناتے، اور ہر جماعت کے لئے ایک "عریف" یعنی ذمہ دار و نگراں مقرر فرماتے، خود محراب میں تشریف رکھتے۔ اور دائیں بائیں طلبہ کی جماعتوں کی نگرانی کرتے۔ جب کوئی طالب علم غلطی کرتا تو عریف کی طرف رجوع کرتا، اور وہ اسے صحیح طور سے بتا دیتا۔ اور جب عریف غلطی کرتا تو وہ حضرت ابوالدرداء کی طرف مراجعت کرتا۔ اور آپ اس کی تصحیح فرما دیتے، ایک دن آپ نے خود اپنے طلباء کا شمار کیا تو ان کی کل تعداد سولہ سو سے زائد ہی نکلی۔ [2]

بصرہ کی جامع مسجد میں امام حسن بصری رح کا حلقۂ درس قائم ہوتا، جہاں سے علم و معرفت کے چشمے ابلتے اور اور دنیا سیراب ہوتی، جامع بصرہ میں اور بھی تعلیمی حلقے ہوا کرتے تھے، اور لوگ جسمیں چاہتے جا کر بیٹھ جاتے، چنانچہ .... رئیس المعتزلہ واصل بن عطاء جب امام حسن بصری رح کے حلقۂ درس سے اٹھا تو اس نے جامع بصرہ ہی میں اپنا الگ حلقہ قائم کیا۔ حماد بن سلمہ بن دینار کا حال یہ تھا کہ بسا اوقات امام حسن بصری رح کے حلقہ سے اٹھ کر علمائے ادب و عربیت کے حلقوں میں بیٹھ جاتے تھے جو جامع بصرہ ہی میں ہوا کرتے تھے۔ مشہور امام لغت ابو عبید بصرہ کی جامع مسجد میں ایک ستون سے لگ کر بیٹھ جاتے اور ابو محمد یزیدی، خلف الاحمر دوسرے ستون سے لگ کر بیٹھتے اور سب اپنے اپنے حلقے میں درس دیا کرتے تھے۔

بغداد میں بہت سے تعلیمی حلقے منعقد ہوا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد مسجد میں امام کسائی رح کی مجلس درس منعقد ہوا کرتی تھی جس میں فراء، احمر، اور ابن سعدان جیسے جیسے ائمہ نحو و ادب کا اجتماع ہوتا تھا اور امام کسائی ان کو درس دیتے تھے۔

امام شافعی رح جب بغداد سے مصر گئے تو آپ نے جامع عمرو بن عاص میں اپنا حلقۂ درس قائم کیا۔ اور تقسیم اوقات کر کے کتاب و سنت اور فقہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ شعر و ادب اور نحو و لغت کے طالب علموں کے لئے بھی ایک وقت مقرر فرمایا

---

[1] ابن خلکان ذکر ربیعہ رائی۔ [2] الاخلاق والواجبات الشیخ عبدالقادر مغربی ص۳

جس میں دوسرے فن کے طلبہ شریک نہیں ہوتے تھے۔ اور صرف مخصوص طلبہ استفادہ کرتے تھے۔

امام طبری جب ۲۵۳ھ میں مصر گئے تو انھوں نے بھی جامع عمرو بن عاص میں اپنا حلقۂ درس منعقد کیا اور اسی میں مشہور شاعر طرماح کے اشعار کا املا بھی کرایا۔ اسی طرح کوفہ کی جامع مسجد میں کمیت بن زیاد اور حماد نے اشعار عرب اور ایام عرب کا درس دیا۔[1]

ملک شام کے شہر حمص میں مشہور صحابی رسول حضرت معاذ بن جبل کا حلقۂ درس وہاں کی جامع مسجد میں بڑی شان سے قائم ہوتا تھا جس میں تقریباً پختہ عمر کے صحابہ کرام شامل ہوتے تھے، ان کے حلقۂ درس کا نقشہ راوی ابو مسلم خولانی کی زبانی سننے کے قابل ہے۔

دخلت مسجد حمص فاذا فیہ نحو من ثلاثین کھلا من الصحابۃ وفیھم شاب اکحل براق الثنایا ساکت، فاذا امتروا فی شیء سألوا فقیل لی ھذا معاذ۔[2]

میں نے حمص کی مسجد میں جا کر دیکھا کہ تقریباً تیس ادھیڑ عمر کے صحابہ کرام موجود ہیں، اور ان کے درمیان ایک نوجوان ہے جس کی آنکھیں سرمگیں اور دانت چمکدار ہیں، یہ نوجوان خاموش ہے اور جب کسی بات میں شک کرتے ہیں تو اسی سے دریافت کرتے ہیں، مجھے بتایا گیا کہ یہ معاذ بن جبل ہیں۔

ابو بحریہ راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حمص کی مسجد میں گیا۔ دیکھا کہ ایک نوجوان گھونگھر بال ہے جس کے ارد گرد لوگ ہیں اور جب وہ بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے گویا موتی جھڑ رہے ہیں، لوگوں نے بتایا کہ یہ معاذ بن جبل ہیں۔

ایام حج میں جب عالم اسلام کے عوام و خواص مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے اور ہر ملک کے منتخب حضرات آپس میں ملاقات کرتے تو اس مبارک موقع پر علماء اور محدثین ایک دوسرے سے تحصیل علم کرتے۔ احادیث کی سند و اجازت لیتے اور دینی علوم و مسائل میں مبادلۂ خیالات کرتے۔ ان حضرات کا مرکز مسجد حرام کا صحن اور اس کی مجالس و حلقات ہوا کرتے تھے۔ تذکرہ و رجال کی کتابوں میں اس کے بہت سے واقعات ہیں۔

اسی طرح ایام منیٰ میں مسجد خیف عالم اسلام کے علماء کا مرکز ہوا کرتی تھی۔ اور اس میں ان کے علمی حلقے ہوا کرتے تھے، جن میں قرآن و حدیث اور مناسک کے مسائل بیان کئے جاتے تھے۔ اور درس و تدریس کی شکل ہوتی تھی۔ چنانچہ شیخ الکوفہ حافظ حکم بن عتیبہ کوفی متوفی ۱۱۵ھ ایام منیٰ میں مسجد خیف میں بیٹھا کرتے تھے تو دوسرے بلاد و امصار کے علماء ان کے

[1] ان کے مفصل حالات اور حوالہ جات کے لئے کتب تاریخ و رجال میں ان کے تذکرے ملاحظہ ہوں۔ [2] تذکرۃ الحفاظ ج اول ذکر معاذ بن جبل۔

سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے، مجاہد بن رومی کا بیان ہے۔

ماکنت اعرف الحکم إلا اذا اجتمع علماء الناس فی مسجد منیٰ نظرت الیہم عیال علیہ۔ [1]

میں حکم بن عتیبہ کے علم و فضل کا مشاہدہ اس وقت کرتا تھا جبکہ علمائے اسلام مسجد منیٰ میں جمع ہوتے تھے تو میں ان کو حکم کے سامنے بچہ سمجھتا تھا۔

اسلامی علوم کی تاریخ میں علمائے اسلاف کے اس طرح کے واقعات بے شمار ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ساری علمی سرگرمیاں جوامع و مساجد سے وابستہ ہوا کرتی تھیں اور ان کے بام و در درسگاہ ہوا کرتے تھے، بعد میں ان ہی حضرات کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علمائے اسلام نے جوامع و مساجد کو دینی علوم کی اشاعت کے لئے بہترین جگہ قرار دے کر ان میں تعلیمی سرگرمی جاری فرمائی، مثال کے طور پر ان کے چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

امام ابوالحامد حماد بن ابراہیم صفار بخارا کی جامع مسجد میں جمعہ کے امام تھے، اور ان کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کی صبح کو جامع مسجد میں حدیث کا املاء کراتے تھے، سمعانی نے کتاب الانساب میں ان کے بارے میں لکھا ہے۔

وکان یملی بکر الجمعات فی جامع بخارا [2]

آپ ہر جمعہ کی صبح کو بخارا کی جامع مسجد میں حدیث کا املاء کراتے تھے۔

اسی طرح امام ابوبکر احمد بن سلیمان حنبلی بغدادیؒ بغداد کی جامع منصور میں جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے اور بعد دو حلقے منعقد کرتے تھے ایک میں فقہ حنبلی کے فتاوے اور مسائل بیان کرتے اور دوسرے میں حدیث کا املاء کراتے۔۔ اس طرح ان کی مرویات اور علوم خوب پھیلے اور عامۃ المسلمین کو ان سے استفادہ کا خوب موقع ملا۔ امام سہمی تاریخ جرجان میں لکھتے ہیں۔

کان لہ فی جامع المنصور یوم الجمعہ حلقتان قبل الصلوٰۃ وبعدھا۔ احدہما للفتویٰ فی الفقہ علی مذہب احمد بن حنبل، والأخریٰ لاملاء الحدیث، وھو ممن اتسعت روایاتہ وانتشرت احادیثہ [3]

بغداد کی جامع منصور میں جمعہ کے دن آپ کے دو حلقے ہوا کرتے تھے ایک نماز جمعہ سے پہلے اور دوسرا نماز کے بعد۔ ایک فقہ حنبلی کی رو سے فتویٰ دینے کے لئے ہوتا تھا اور دوسرا حدیث کے املاء کے لئے۔ آپ ان محدثین میں ہیں جن کی روایات و احادیث عام ہوئیں اور خوب پھیلیں۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۰۱ [2] کتاب الانساب طبع یورپ ورق ۳۵۷ [3] تاریخ جرجان طبع حیدرآباد ص ۱۰۸

امام ابومعمر مفضل جرجانی اپنے اسلاف امام ابوسعد اسمٰعیل بن احمد جرجانیؒ وغیرہ کی طرح جرجان کی سب سے بڑی مسجد میں نہایت شان کے ساتھ مدتوں ہفتہ میں ایک بار ہر سنیچر کو حدیث کا املاء کراتے تھے۔

أملى فى المسجد الكبير كعادة اسلافہ على الكرسى كل سبت من سنة ثلاث وثلاثين إلى نيف واربعين واربعمائة[۱]

مفضل نے جرجان کی بڑی مسجد میں اپنے اسلاف کی عادت کے مطابق ۴۳۳ھ سے ۴۴۰ھ سے زائد تک ہر سنیچر کو کرسی پر بیٹھ کر حدیث کا املار کرایا،

واسط کی جامع مسجد میں عبدالغفار حسینیؒ کا حلقہ درس قائم تھا جس میں قرآن کی تعلیم ہوتی تھی۔ اس حلقہ کے شرکاء غریب اور مجبور طلباء کی مدد بھی کرتے تھے۔ چنانچہ ابواسحاق ابراہیم بن سعید رفاعی ضریر بچپن میں واسط گئے اور اسی حلقہ میں داخل ہو کر قرآن کی تعلیم حاصل کی اور یہیں سے ان کے کھانے کا انتظام ہوا۔

صلاح صفدی نکت الہمیان میں ان کے حالات میں لکھتے ہیں:۔

قدم واسط صبيا فدخل الجامع وهو ذو فاقة فاتى حلقة عبد الغفار الحصينى فتلقن القرآن، وكان معاشه من اهل الحلقة۔

یہ بچپن میں واسط آئے تو نابینا ہونے کے ساتھ ساتھ سخت محتاج اور فاقہ مست تھے، عبدالغفار حصینی کے حلقۂ درس میں آکر قرآن کی تعلیم حاصل کی، ان کو کھانا بھی حلقہ والوں کی طرف سے ملنے لگا۔

یہاں پر قرآن کی تعلیم مکمل کر کے بغداد چلے گئے اور ابوسعید سیرافی کی خدمت میں رہ کر ان کی شرح کتاب پڑھی اور لغات و دواوین کی کتابیں بھی ان سے پڑھیں اور جب تعلیم مکمل کر کے واسط لوٹے تو ان کے پہلے استاذ عبدالغفار حصینی کا وصال ہو چکا تھا۔ اور استاذ کی جگہ سنبھالتے ہوئے قرآن کی تعلیم کا حلقۂ درس جاری کیا۔

فجلس يقرئ الناس فى الجامع[۲]

واسط کی جامع مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کو قرآن کی تعلیم دینے لگے۔

ابومحمد عبدالکریم بن علی بن محمد قضاعی نحوی نابینا تھے مگر اسکندریہ کی جامع مسجد میں ان کا مستقل حلقۂ درس جاری رہتا تھا جس میں نحو کی تعلیم دیتے تھے۔

۱ے تاریخ جرجان ۲ے نکت الہمیان فی نکت العمیان طبع مصر ص ۸۸

کانت لہ حلقۃ فی جامع الاسکندریۃ یقرئ النحو وھو ضریر ۱؎	ان کا حلقۂ درس اسکندریہ کی جامع مسجد میں ہوا کرتا تھا جس میں وہ نابینا ہونے کے باوجود علم نحو کا درس دیا کرتے تھے ۔

امام ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن سلامہ ۲؎ نابینا مقری و مفسر تھے، تفسیر، نحو اور ادب کے بہت بڑے حافظ تھے، بغداد کی جامع منصور میں ان کا مستقل حلقۂ درس تھا جس میں وہ درس دیا کرتے تھے ۔

وکانت لہ حلقۃ بجامع المنصور فی بغداد ۲؎	ان کا حلقۂ درس بغداد میں جامع منصور کے اندر جاری رہتا تھا ۔

ابو حمزہ محمد بن ابراہیم صوفی بغدادی ۳؎ امام احمد بن حنبل کے حلقہ نشینوں میں بڑے پایہ کے بزرگ تھے، قرأت کے زبردست عالم تھے، ان کے حال میں علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے،

کان یتکلم فی جامع الرصافۃ ثم الی جامع المدینۃ ۳؎	وہ پہلے جامع رصافہ میں تصوف کی باتیں بیان کیا کرتے تھے، پھر شہر بغداد کی جامع مسجد میں معرفت کی باتیں بیان کرنے لگے ۔

امام ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شافعی ۴؎ حدیث کے زبردست امام تھے، جب دیلمیوں نے بغداد میں عوام کو صحابہ کرام کے فضائل بیان کرنے سے روکا تو حضرت ابوبکر شافعی اس زمانہ میں صحابہ کے فضائل کی احادیث کا املا کراتے اور ان کا درس دیتے تھے، وہ کہیں چھپ کر نہیں بلکہ جامع مسجد کے اندر اور اپنی مسجد کے اندر جو باب الشام میں واقع تھی

کان الشافعی یتعمد فی ذلک الوقت املاء الفضائل فی جامع المدینۃ وفی مسجدہ بباب الشام حسبۃ وقربۃ ۴؎	ابوبکر شافعی اس وقت شہر کی جامع مسجد میں اور اپنی مسجد میں جو کہ باب الشام میں واقع تھی صحابہ کے فضائل لکھایا کرتے تھے جس کا مقصد ثواب اور نیکی تھا ۔

ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن سلامہ مفسر نابینا تھے، قرآن کی تفسیر میں سب سے زیادہ ان کو علم و دخل تھا، تفسیر کی تعلیم کے لئے ان کا حلقۂ درس بغداد کی جامع منصور میں منعقد ہوا کرتا تھا اور پوری زندگی آپ نے اسی میں تعلیم دی حتی کہ جب انتقال ہوا تو جامع منصور کے قبرستان میں دفن کئے گئے ۔

۱؎ نکت الہمیان فی نکت العمیان طبع مصر ص ۱۹۵ ۲؎ ۔ ص ۳۰۲ ۳؎ ...... المنتظم ج ۶۸/۵ ص ۴؎ ۔ ج ۷ ص ۳۲

وکان لہ حلقۃ فی جامع المنصور ودفن فی مقبرۃ جامع المنصور[1]

آپ کا حلقۂ درس جامع منصور میں تھا اور جامع منصور کے قبرستان میں آپ دفن کئے گئے ۔

امام ابن زرقویہ (ابوالحسن محمد بن احمد بزاز المتوفی سنہ ۴۱۲ھ بڑے باکمال علمائے اسلام میں ہیں۔ خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ آپ نے سنہ ۳۸۰ھ کے بعد سے مرتے وقت تک شہر بغداد کی جامع مسجد میں حدیث کا املا کرایا ہے، یعنی تقریباً ۲۳ سال تک جامع بغداد میں حدیث رسول کا درس دیا۔

وامکث یملی فی جامع المدینۃ من بعد سنۃ ثمانین وثلثمائۃ الی قبل وفاتہ[2]

آپ سنہ ۳۸۰ھ کے بعد سے وفات تک (سنہ ۴۱۲ھ) شہر بغداد کی جامع مسجد میں احادیث کا املاء کراتے رہے۔

پہلی صدی ہجری سے لیکر چوتھی صدی ہجری تک کی جوامع ومساجد کی تعلیمی سرگرمیوں کی یہ چند مثالیں قارئین کے سامنے مسلمانوں کے دور اقبال کی علمی وتعلیمی سرگرمی اور جامع مسجدوں کی مرکزیت کو اچھی طرح واضح کر رہی ہیں ذیل میں ہم اس دور کا اجمالی نقشہ پیش کر رہے ہیں جو جامع مسجدوں میں تعلیم وتعلم سے تعلق رکھتا ہے اس سے مزید روشنی ملے گی (آئندہ)

[1] المنتظم ج ۷ ص ۱۹۶، [2] ۔۔ ج ۷ ص ۲۸۵